خیر المجالس

مستجاب رقم

ملفوظات

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رح

مرتبہ

حمید شاعر القلندر

ناشر
واحد بک ڈپو جونا مارکیٹ کراچی ۲

۷۸۶

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ

کتاب مستطاب سراج المجالس

اردو ترجمہ

خیر المجالس

یعنی

ملفوظات

چراغ طریقت ماہر شریعت حضرت
خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلیفہ اعظم
سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

ناشر
واحد بک ڈپو۔ جونا مارکیٹ کراچی ۲

(مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

قیمت: سات روپے پچاس پیسے

اِس وقت حاصل ہے - پھر نہ معلوم اور کیا کچھ فرمایا ۔

والحمد للہ رب العلمین ○

۶۴ ویں مجلس

شرف پائبوس حاصل ہوا - ایامِ تشریق گذر گئے تھے - جناب خواجہ نے مناسب حج کے باتیں شروع کیں - فرمایا ایک درویش حج کو گیا تھا - بعد ادائے ارکانِ حج اُس نے دیکھا لوگ قربانی کرتے ہیں - وہ درویش وہاں کھڑا ہوا اور کہا اے خُداوندا تو جانتا ہے کہ میرے پاس کوئی قربانی نہیں، اب میں اپنے آپ کو تیری راہ میں قربان کرتا ہوں اگر میرا حج قبول ہے تو میری قربانی قبول فرما یہ کہہ کر انگشتِ شہادت اپنے گلے پر پھیری، فی الفور سر اس کا بدن سے جدا ہو گیا مجھ کو یہ شعر جو میں نے پہلے کہا تھا اُس وقت یاد آیا، پڑھا ؎

شعر

غلامِ آں شہیدم کز محبت شد چناں قابل
کہ انگشتِ شہادت در گلو راندہ شود بسمل

حضرت خواجہ نے فرمایا کیا عمدہ حج قبول و مبرور تھا - پھر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ ادائے حج کو گئے تھے بعد اتمامِ حج جب لوگ رخصت ہو گئے تو یہ حرم شریف میں آکر مراقب ہوئے، دیکھا دو فرشتے آئے ہیں - ایک اُن کے دائیں طرف کھڑا ہوا ہے ایک بائیں طرف - پھر بائیں طرف والے نے دائیں سے پوچھا، کہ اس سال حج کتنوں کا قبول ہوا؟ اس نے کہا کسی ایک کا بھی قبول نہیں ہوا مگر ایک شخص مصر میں علےٰ موفق نام کفش دوز ہے - اُس کے حج کی برکت سے سب حاجیوں نے ثواب حج پایا ہے - یہ بزرگ بعدِ فراغت سوچنے لگے کہ مصر

چل کر اس ولی اللہ سے ملنا چاہیئے۔ دیکھوں اس کا معاملہ کیسا ہے کہ یہ حاجی جو بمشقت تمام یہاں آئے۔ چنانچہ خداوندِ کریم فرماتا ہے لَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ۔ اُن میں سے کِسی کا حج قبول نہ ہوا مگر بطفیل اُس بزرگ کے یہ سوچ کر مصر پہنچے۔ اور دریافت کرکے علی موقف کی دوکان پر گئے اور مل کر کہا۔ اے خواجہ مجھ کو آپ سے ایک غرض خاص ہے کہ میں کعبہ شریف گیا تھا۔ بعد ادائے حج حرم میں ٹھہرا۔ ایک بار مراقبہ میں دیکھتا تھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے۔ اور میرے دائیں بائیں کھڑے ہو کر ایک نے دوسرے سے پوچھا اِس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا۔ اُس نے کہا کسی کا قبول نہیں ہوا سوائے علی موقف کے کہ بطفیل اُس کے جملہ حاجیوں کا حج مقبول ہوا ہے۔ اب آپ مجھ سے فرماویں کہ کونسا عمل صالح کیا ہے۔ جس کی یہ عمدہ پاداش ہے۔ علی موقف نے کہا۔ اے خواجہ میں نے تو آج تک حج ہی نہیں کیا ہے اور اِس سال بھی نہیں گیا ہوں۔ مگر ہاں ایک کام مجھ سے بن پڑا ہے شائد اس کی برکت سے یہ مقبول ہو وہ یہ ہے کہ میں چند سال سے عزیمتِ حج بیت اللہ رکھتا تھا اور سوچ لیا تھا کہ میں غریب کفش دوز ہوں اتنا کہاں سے ہوگا کہ گھر بھی خرچ دوں اور زادِ راہِ حج بھی کروں۔ صلاح یہ ہے کہ مزدوریٔ روزانہ سے قدرے قدرے جمع کرتا رہوں، جب لائق زادِ راہ ہو جائے تو سفر کروں۔ لہٰذا ایک برتن زمین میں گاڑ دیا تھا اور پندرہ سال سے اُس میں کم وبیش جمع کیا کرتا تھا اِس سال جو دیکھا تو بعنایتِ الٰہی اتنا ہو گیا تھا کہ خرچِ خانہ کو بھی کافی ہو اور حج کو بھی۔ اِس عرصہ میں کہ میں منتظرِ ایامِ حج تھا۔ ایک دن میری بیوی پڑوسی کے گھر آگ لینے گئی۔ دیکھا کہ زنِ ہمسایہ مع اپنی اولاد کے بکری کا گوشت بھون کر کھا رہی ہے چونکہ عورت میری حاملہ تھی اُس کی خوشبو سے شوق ہوا کہ میں بھی اِس کباب سے کچھ کھاؤں

چل کر اس ولی اللہ سے ملنا چاہیئے۔ دیکھوں اس کا معاملہ کیسا ہے کہ یہ حاجی جو بمشقت تمام یہاں آئے۔ چنانچہ خداوندِ کریم فرماتا ہے لَمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ۔ اُن میں سے کسی کا حج قبول نہ ہوا مگر بطفیل اُس بزرگ کے یہ سوچ کر مصر پہنچے۔ اور دریافت کرکے علی موقف کی دوکان پر گئے اور مل کر کہا۔ اے خواجہ مجھ کو آپ سے ایک عرض خاص ہے کہ میں کعبہ شریف گیا تھا۔ بعد ادائے حج حرم میں ٹھہرا۔ ایک بار مراقبہ میں دیکھتا تھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے۔ اور میرے دائیں بائیں کھڑے ہو کر ایک نے دوسرے سے پوچھا اِس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا۔ اُس نے کہا کسی کا قبول نہیں ہوا۔ سوائے علی موقف کے کہ بطفیل اُس کے جملہ حاجیوں کا حج مقبول ہوا ہے۔ اب آپ مجھ سے فرماویں کہ کونسا عمل صالح کیا ہے۔ جس کی یہ عمدہ پاداش ہے۔ علی موقف نے کہا۔ اے خواجہ میں نے تو آج تک حج ہی نہیں کیا ہے اور اِس سال بھی نہیں گیا ہوں۔ مگر ہاں ایک کام مجھ سے بن پڑا ہے شائد اس کی برکت سے یہ مقبول ہو وہ یہ ہے کہ میں چند سال سے عزیمتِ حج بیت اللہ رکھتا تھا اور سوچ لیا تھا کہ میں غریب کفش دوز ہوں اتنا کہاں سے ہوگا کہ گھر بھی خرچ دوں اور زادِ راہِ حج بھی کروں۔ صلاح یہ ہے کہ مزدوریٔ روزانہ سے قدرے قدرے جمع کرتا رہوں، جب لائق زادِ راہ ہو جائے تو سفر کروں۔ لہذا ایک برتن زمین میں گاڑ دیا تھا اور پندرہ سال سے اُس میں کم و بیش جمع کیا کرتا تھا اِس سال جو دیکھا تو بعنایتِ الٰہی اتنا ہو گیا تھا کہ خرچِ خانہ کو بھی کافی ہو اور حج کو بھی۔ اِس عرصہ میں کہ میں منتظرِ ایامِ حج تھا۔ ایک دن میری بیوی پڑوسی کے گھر آگ لینے گئی۔ دیکھا کہ زنِ ہمسایہ مع اپنی اولاد کے بکری کا گوشت بھون کر کھا رہی ہے چونکہ عورت میری حاملہ تھی اُس کی خوشبو سے شوق ہوا کہ میں بھی اِس کباب سے کچھ کھاؤں

بنا برآں کہ زنِ ہمسایہ سے کہ باہم معاملۂ محبت تھا، تھوڑا گوشت مانگا مگر اُس نے باوجود مانگنے کے اُسے وہ گوشت نہ دیا۔ چونکہ حاملہ عورتوں کو ایسی چیزوں کی طرف نہایت رغبت ہوتی ہے، اور اس کے عدم حصول میں رنج زیادہ۔ وہ غمناک آبدیدہ لوٹ آئی۔ میں نے کہا خیر ہے! یہ رنگ اڑا ہوا، غمناک کیوں ہے؛ تو روکر کہا۔ اِس پڑوسن کے پاس گئی تھی وہ کباب بھون کر کھا رہی تھی۔ مجھے اُس کی بُو پسند آئی، دل ہوا کچھ میں بھی کھاؤں مگر اُس نے مجھ کو کچھ نہ دیا لاچار میں نے مانگا اِس پر بھی نہ دیا، سامنے کھاتی رہی۔ علی موقف یہ اس ہمسائے کے پاس شکوہ کو گئے اور کہا اے بھائی ہم تم چند سال سے پڑوسی ہیں۔ اور پڑوسی کا حق ثابت ہے۔ میری عورت حاملہ تمہارے گھر آئی اور تم بکری کا گوشت بھون کر کھا رہے تھے۔ اُس کا دل ہوا تم سے مانگا مگر تم نے نہ دیا یہ کیسی محبت اور حقِ جوار ہے۔ اُس پڑوسی نے کہا اے خواجہ علی کیا کہیں۔ وہ گوشت جو ہم نے نہ دیا وہ مردار کا تھا۔ ہم پر تین فاقے گزرے تھے، ایک بکری مردار کچرے کے ڈھیر پر پڑی ملی، ایک ران اس کی میں کاٹ لایا جو بھون کر کھائی۔ وہ ہم کو مباح تھی۔ تمہاری بیوی کو چونکہ مباح نہ تھی لہٰذا نہ دی۔ علی موقف کہتے ہیں جب میں نے یہ حال فقر وفاقۂ ہمسایہ کا سُنا نہایت شکستہ خاطر ہوا اور گھر آکر وہ ظرف زمین سے نکالا۔ دِل میں کہا، خداوند کریم مختار ہے گھر بیٹھے میرا حج قبول فرمائے گا۔ ہمسائے کی تکلیف رفع کرنا ضروری ہے۔ جسقدر نقد اُس میں تھا لاکر اُس ہمسایہ کو دے دیا اور کہہ دیا کہ یہ لے کر اِس میں کوئی تجارت کر کہ آئندہ بآسائش گذارہ کر۔ شاید یہ معاملہ میرے پروردگار نکتہ نواز کے یہاں مقبول ہوا ہو ✦

بعد اس کے آپ نے حال شمس العارفین رح کا بیان فرمایا کہ ایک بار وہ حج کو گئے اور بعد فراغت اُس کے مدینہ منورہ کو جانا چاہا۔ پھر خیال کیا کہ

زیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطفیل حج کیسے کروں لوٹ کر گھر آئے۔ اور ایک رات گھر رہ کر۔ زیارتِ مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ ایک منزل میں غلام کے پاس جو خرچ تھا وہ کہیں رکھ کر بھول گیا راہ میں جب آیا تو شمس العارفین سے کہا اے شیخ میرے پاس جو خرچ تھا رات مقام گاہ میں کھاٹ پر بھولے سے رہ گیا ہے اجازت ہو کر لوٹ کر وہ لے آؤں۔ شیخ نے فرمایا درست نہیں کہ تو راہِ حج سے لوٹے۔ اور جو قدم راہِ خُدا میں اُٹھاتا ہے مردار دُنیا کیلئے اُٹھائے۔ اور مجھ کو بھی زیبا نہیں کہ تجھ کو رخصت دوں تا راہِ حج سے لوٹے، چلا چل خُداوندِ کریم رزاق ہے ہماری روزی پہونچائے گا۔ غرض شیخ نے غلام کو واسطے لانے خرچ کے لوٹنے نہ دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ پر پہنچے، اور سلام عرض کیا السلام علیك یارسول اللہ تو روضہ مبارک سے آواز آئی ... کہ علیك السلام یاشمس العارفین۔ فرمایا، اِس سے پہلے اُن کو شمسُ العارفین نہ کہتے تھے۔ یہ خطاب اُن کا تربت مبارکِ رسول اللہ علیہ السلام والتحیۃ سے عطا ہوا پھر کہا، جملہ اعمال اصل کار خلوصِ نیت ہے۔ بعدِ حج مدینہ منورہ نہ جانا یہ کیا تھا پھر غلام کو خرچ لانے نہ جانے دینا کیا تھا؛ توکّلِ قوی اللہ پر اور محبتِ خالص جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے! ۔ اِس کے بعد یہ حکایت فرمائی:

حکایت ایک درویش کہیں راہ میں جا رہا تھا۔ اُس کا وضو ٹوٹ گیا۔ ایک بڑھیا کے دَر پر جا کر دستک دی۔ اُس کی لڑکی باہر آئی، درویش بے وضو کچھ نہ بولا کہ یہ لوگ بے وضو بات نہیں کرتے۔ فقط ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ پانی کا برتن لے آ۔ وہ اشارہ دونوں ہاتھوں کا نہ سمجھی کہ فقیر پانی وضو کو مانگتا ہے۔ اندر جا کر کہا اے ماں قیامت نزدیک آئی ہے۔ اُس نے دریافت کیا کیسے بولی صوفی روزہ دار پینے کو پانی مانگتا ہے۔ ماں نے کہا نہیں وضو کو پانی مانگتا ہوگا۔ بھلا تو پانی تو لیجا

دیکھ کہ کیا کرتا ہے ۔ لڑکی پانی کا برتن باہر لائی ۔ اُس نے وضو کیا اور چلدیا ۔
پھر فرمایا پہلے زمانے میں درویش اور صوفی روزہ افطار کرنا عیب سمجھتے تھے ۔

پھر یہ حکایت فرمائی کہ ایک اور درویش کہیں راہ میں جاتا تھا ۔ پیاسا ہو کر کسی گھر میں پانی مانگا ۔ لونڈی پانی بھر کر باہر لائی ۔ درویش نے چاہا کر پیئے لونڈی نے ہاتھ مار کر وہ کوزہ توڑ دیا اور بولی تفطر الصوم فی النہار ۔

پھر ارشاد فرمایا ، توبہ کے تین درجے ہیں ، اول توبہ ہے پھر انابت پھر رویہ ۔ توبہ معاصی سے ہوتی ہے کہ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ۔ پھر انابت کہ فرمایا ہے ۔ وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ ۔ اور انابت مباحات میں ہے یعنی جو کچھ مباح ہو ، اُس سے باز رہے ۔ پھر تیسرا درجہ روبہ کا ہے مگر لغت کے لحاظ سے ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ۔ اور اَوب کے معنی رجوع کے ہیں ، مشتق اواب سے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ ۝ قصہ داؤد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں ۔ اور یہ مقام اولیاء وانبیاء کا ہے ۔ اور صلوٰۃ اوّابین کو بھی اوابین اسی لئے کہتے ہیں اور یہ ایک خیر سے طرف خیر تر کے اور حسن سے طرف احسن کے جانا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر بعد اشراق اور اوابین کے اور کوئی نماز ہو تو ارشاد فرمائیں کہ بطور ورد مقرر کی جائے ۔ فرمایا بعد اشراق دو رکعت نماز واسطے ثواب روح مبارک جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو چاہئے انہیں پڑھے ۔ پھر دو رکعت بہ نیت ثواب روح پاک اپنے شیخ کی ۔ پھر دو رکعت واسطے ثواب والدین کے اور بعد نماز ظہر دس رکعت صلوٰۃ الخضر ۔

فوائد الفواد میں منقول ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اُن میں دس سورتیں آخر کی قرآن مجید سے پڑھیں ۔ اُن کے بعد اور دو رکعتیں ہیں کہ میں پڑھتا ہوں ۔ اُن میں یہ نیت ہوتی ہے کہ " خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے